

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ ٹنک

اسلام کی عائلی تعلیمات اور ریفقہ حیات کا انتخاب

لحمده و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ربنا هب لنا من ازواجنا وزیرتنا قرۃ اعین
واجعلنا للمتقین اماما (سورۃ فرقان)
ترجمہ: ”اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیزگاروں کا
مقتدر بنادے۔“

وعن ابن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال الاکلکم راع وکلکم مسؤول عن
رعیتہ فالامام الذی علی الناس راع وهو مسؤول عن رعیتہ والرجل راع علی اهل
بیتہ وهو مسؤول عن رعیتہ والمرءۃ راعیۃ علی بیت زوجها وولده وھی مسؤولۃ
عنہم وعبد الرجل راع علی مال سیدہ وهو مسؤول عنه الا فکلکم راع وکلکم مسؤول
عن رعیتہ۔

ترجمہ: خبردار تم سب اپنی رعیت کے نگہبان ہو اور تم سب سے رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا پس حاکم جو
لوگوں کی اصلاح کے لئے مقرر کیا گیا ہے اپنی رعیت کا محافظ ہے اس سے اپنی رعیت کے احوال کے بارہ میں (قیامت
کے دن) پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے اہل خانہ کا نگہبان ہے اس سے اپنی رعیت یعنی اہل و عیال کے بارے میں سوال کیا
جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگہداشت پر مامور ہے تو اس سے ان کے بارے میں پوچھا
جائے گا (پھر حضور نے تاکید فرمایا) سنو تم سب کے سب (کسی نہ کسی درجہ میں) نگران ہو تم سب سے اپنی رعیت کے
بارہ میں پوچھا جائے گا۔

تر بیت اولاد کی ذمہ داری:

محترم حاضرین اولاد کے حقوق کے سلسلہ میں تربیت اولاد کا ذکر گزشتہ جمعہ سے ہو رہا ہے۔ پیدائش کیساتھ

نئی اولاد کا وہ مرحلہ شروع ہو جاتا ہے اگر یہاں سے بچوں کے سیرت و کردار کے اعتبار سے شریعت کے بتائے ہوئے اصولوں کی رعایت ملحوظ خاطر ہو تو آگے چل کر یہی اولاد عظمت و رفعت کا وہ مقام حاصل کر لے گی کہ لوگ انکو رشک کی نظروں سے دیکھیں گے اور اگر اسی مقام پر بچوں کے حقوق سے غفلت کا معاملہ ہو رہا ہے تو بڑے ہو کر ان بچوں کو بھی اپنے بڑوں کے حقوق کی پرواہ نہ کرنا لازمی نتیجہ ہے۔ ع تا ثریاے رود دیوار کج

اپنے ماتحت اور زیر دست لوگوں کی تربیت:

ذکر کردہ حدیث کے معنی سے آپ کو اندازہ ہوا ہوگا کہ ہر مسلمان کی عند اللہ صرف یہ ذمہ داری نہیں کہ اپنے آپ کو غیر مناسب ناجائز اور ناپسندیدہ اعمال و حرکات سے بچائے تاکہ روز قیامت مؤاخذہ نہ ہو بلکہ ہر مسلمان پر ذیل ذمہ داری ہے کہ اپنے آپکو بد اعمال سے محفوظ رکھنے کیساتھ ساتھ اپنے ماتحت لوگوں کا بھی ذمہ دار ہے کہ ان کو بھی آخر دی و دینوی عذاب و خسارہ سے بچانے والے تدابیر اختیار کرے جیسے ملک، صوبہ، ضلع، تحصیل، گاؤں اور محلہ کے حاکم سے صرف اس کی ذات کے بارے میں پوچھنا نہیں بلکہ اس کے زیر حلقہ تمام لوگوں کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تمہارے زیر اقتدار لوگوں میں فلاں فلاں برائیاں موجود تھیں تم نے ان کو گناہوں سے بچانے کے لئے کون سے طریقے اختیار کئے اسلامی اخلاق و عادات و تربیت اور سیرت و کردار اپنانے کے لئے بھی ان کو عمل پیرا ہونے کی تلقین کی کہی اپنے زیر دست طبقہ سے رب ذوالجلال اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے اعلیٰ مفت رحمت و شفقت کے اظہار کا موقع بھی ملا۔ فقیر و نادار معاشرہ میں طبقاتی اونچ نیچ کے ہاتھوں ایسے پے ہوئے رعایا کی خبر گیری اور دادرسی کو بھی کہی اپنا فریضہ تصور کیا۔ بھوک و افلاس اور فقر و فاقہ کے ہاتھوں خود کشی پر مجبور لوگوں کی اذیت ناک زندگی اور کرب و ترب میں جملہ حالت سے آپ نے اپنے آپ کو صرف باخبر رہنے کی بھی کوشش کی یا اس سے بھی غافل رہے۔ سید القوم خادمہ قوم کا سردار، وڈیرا، ممبر، چودھری، نواب تو اسلام کی نظروں میں ان کا خادم و مصلح ہوتا ہے نہ کہ مخدوم کہ امارت و سیادت کی رعب و دبدبہ اور نشہ میں صرف اپنے آپ کا رہ جائے۔ باقی لوگ اس کی نظر میں کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض کی حیثیت اختیار کر کے ان کی صلاح و فلاح کا تصور تو دور کی بات ہے ان کو انسان تک سمجھنے کا روادار نہیں ہوتے۔

حضرت عمر کی فکر مخلوق:

امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ نے جب امارت کا عہدہ سنبھالا۔ انسان تو انسان، حیوانات کے بارہ میں بھی بے چین رہے کہ ممکن ہے وہ جلہ و فرات کے کنارہ کوئی اونٹ خارش کے مرض میں مبتلا ہو۔ روز قیامت مجھ سے سوال ہو کہ اے عمر تم امیر تھے ایک اونٹ کی تکلیف کے ازالہ کے لئے تم نے کیا بندوبست کیا تھا۔

گھر و کنبہ کا نگران اپنے زیر کفالت، اہل و عیال کے خیر و شر کا ذمہ دار ہے۔ اس کے فرائض میں سے ہے کہ اپنے اہل و اولاد کی اس طور تربیت کا بندوبست کرے جو ایک مسلمان خاندان کے شایان شان ہو ہر فرد حسن سیرت، و اخلاق حسنہ کا بہترین نمونہ بن کر ایک سچا اور راسخ العقیدہ مسلمان کی حیثیت سے زندگی گزارے۔ اگر مسلمان گھرانے کے مرد و زن دینی احکامات سے باخبر اور فقی و فاجر کے مرتکب ہوں تو گھر کے سربراہ سے بھی روز قیامت پوچھا جائے گا کہ اولاد و خاندان کے سلسلہ میں شریعت کی راہ چلانے کے لئے تم نے اپنی ذمہ داری کس حد تک نبھائی۔ ان کی ہر جائز و ناجائز خواہش کی تکمیل کو اپنے زندگی کا اہم مشن سمجھا۔ یا ان کو راہ راست پر لانے کیلئے ان کے غیر شرعی اداؤں کو ٹھکرا کر ایک حقیقی مومن و سربراہ بننے کا ثبوت بھی دیا۔ آج کا باپ اپنی اولاد کو صرف اس اندیشے کی وجہ سے انگریزی تعلیم و تہذیب و تمدن کے حوالے کر دیتا ہے کہ بڑے ہو کر بھوک و افلاس کا شکار نہ ہوں حالانکہ اس انداز سے تربیت درحقیقت اولاد کا اگر جسمانی قتل نہیں تو روحانی ہلاکت میں تو شک و شبہ کی گنجائش نہیں پھر ایسی اولاد سے یہ توقع رکھنا کہ اخلاق نبوی ﷺ پر عمل کرنے والے ہوں والدین کی تابعدار اسلامی احکامات اور شعائر کی پابندی کریں خام خیالی کا علاوہ کچھ نہیں۔ اسی انداز سے تربیت کا نتیجہ بھی ہوتا ہے کہ اکثر بچے اپنے دین، والدین، روایات اور اخلاق سے صرف بیگانہ نہیں بلکہ ان پر عمل کرنے کو بھی اپنے لئے باعث شرم سمجھتے ہیں۔ خاندان کے نگران کی یہی وہ اہم اور بنیادی ڈیوٹی ہے جس کی کماحقہ ادائیگی پر خاندانی ڈھانچہ صحیح سمت اختیار کر کے دنیا کے فتنوں سے بھی سرخرو ہو کر زندگی کے مراحل طے کرتی ہے اور نگران کو جس کی حیثیت راعی کی ہے میدانِ معشر میں بھی رعیت کے بارہ میں پوچھتے وقت شرمندگی کا سامنا کرنا نہ پڑے گا۔

اولاد کی تربیت میں والدہ کا حصہ:

اولاد کی اصلاح و فساد میں اہم کردار والدہ کا ہے، علق سے وضع حمل تک کے مشکل ترین مراحل کا سامنا ماں ہی کو کرنا پڑتا ہے، پیدائش سے لے کر عقل و شعور کے زمانے تک بچے کا اکثر و بیشتر واسطہ والدہ ہی سے پڑتا ہے۔ باپ بچہ بچہ تو اپنی اولاد و خاندان کے فکر معاش کے سلسلہ میں صبح سے شام تک گھر سے باہر مصروف رہتا ہے۔ اکثر باپ روزی کی تلاش میں کئی کئی مہینے اور سال گھر سے باہر رہتے ہیں۔ بچوں کی نشوونما، ابتدائی تعلیم و تربیت کے جملہ امور کا انحصار ماں کے رویہ اور سلوک پر ہوتا ہے۔ ماں اپنی اولاد کو صالح معاشرہ کا ایک دیندار اور اخلاق حسنہ سے مالا مال فرد تربیت بنا سکے گی کہ وہ خود تعلیمات اسلامیہ سے واقف اور ان پر عمل کرنے والی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے شادی کو فطرت انسانی قرار دے کر قرآن و حدیث میں بکثرت اس کے معاشرتی، انفرادی، اجتماعی اور قومی فوائد ذکر کئے۔ شادی کے اہم

ترین مقاصد و فوائد میں ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے روز قیامت تک نسل انسانی کا تسلسل اور بقاء ہو گویا ماں انسانی نسل کے قائم و دائم رکھنے کی اہم اور لازمی کڑی ہے۔ یہی کڑی اگر خود اعلیٰ اسلامی تہذیب و تمدن کی حامل ہو تو اولاد جن کیلئے ماں کی گود کتب اول کی حیثیت رکھتی ہے وہ بھی راہ راست پر گامزن ہوگی؛ اگر ماں ان اعلیٰ دار فح و دینی احکامات سے بیگانہ ہو تو اولاد کا زمانہ طفولیت ہی سے بگڑ کر گمراہ ہونا لازمی نتیجہ ہے۔ اسی وجہ سے اسلام نے نکاح کا حکم دینے کیساتھ ہی بہترین 'صالح' باکردار اور دینی مسائل اور احکامات سے مزین بیوی کے انتخاب کیلئے خصوصی ترغیبات دیئے۔ کیونکہ اولاد کے بارہ میں خوش کن اور مفید اثرات حاصل کرنے میں ماں کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

رفیقہ حیات کا انتخاب:

اس منصب پر فائز ہونے کے لئے کن صفات کی حامل بیوی کا انتخاب کیا جائے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ تنکح المرأة لاربعة لعلها ولحسبها لجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك (بخاری و مسلم)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ عورتوں سے نکاح کرنے کے بارہ میں چار چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے اول اس کا مالدار ہونا، دوم اس کا حسب نسب والی ہونا، سوم اس کا حسین جمیل ہونا، چہارم اس کا دیندار ہونا۔ پس دیندار عورت کا حاصل ہونا اپنا مطلوب بناؤ، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔“

رحمۃ دوعالم ﷺ نے انسانی فطرت اور اس کے خواہشات کے مطابق چار صفات کا ذکر فرمایا جو بالکل صحیح اور انسانی حالات و آرزوں کے عین مطابق ہیں۔ بیوی کے انتخاب کے وقت بعض دنیا کے آرزو مندوں کی ڈیماٹریہ ہوتی ہے کہ کسی ایسی عورت سے شادی کروں جس کی مال و دولت کے بھرے خزانے سے تعلق ہو جو اپنے ساتھ خاوند کے گمراہ کھوں روپے جھینزلانے کی صلاحیت رکھے۔ لوگ کہیں کہ فلاں آدمی نے فلاں نواب و امیر کی بیٹی سے بیاہ کر لی ہے۔ اس خواہش کا مقصد صرف لوگوں کے درمیان اپنے آپ کو برتر سمجھنا اور فخر و مباہاۃ کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔ کسی کا ارمان یہ ہوتا ہے کہ ایسی لڑکی سے شادی ہو جس کا قبیلہ و خاندان عزت و شرافت اور درجاءت و بلندی کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہو۔ مقصد یہی ہوتا ہے کہ اپنی اولاد کو نسبی شرافت، عظمت و امتیاز حاصل ہو، زیادہ تر شادی کے خواہشمندوں کی تمنا اور شرط یہ ہوتی ہے کہ ایسی عورت سے شادی کروں جو حسن و جمال میں یکتا ہو۔

محترم حضرات! آپ کو خود بھی اندازہ ہوگا کہ اس ظاہری حسن و جمال اور ٹیپ ٹاپ کے معاشرہ میں اکثر جوانوں کے دل اس خوبی کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ خواہ اپنی شکل و صورت کیسی بھی ہو لیکن بیوی کے انتخاب کے موقع پر حسین ترین کے تلاش میں رہتا ہے، اور بعض اللہ کے نیک بندے بیوی کے حاصل کرنے کے موقع خواہش اور دلی آرزو

یہ ہوتی ہے کہ جس عورت سے عقد ہو وہ دیندار دینی احکامات سے واقف ہو آج کے فتنوں سے بھرپور معاشرہ میں اگر ان چار صفات کے طلبگاروں کی تعداد معلوم کرنا چاہیں تو بد قسمتی سے میاں بیوی کے انتخاب کے وقت جن قواعد و ضوابط کو اسلام نے متعین کیا ہے ان میں بیوی کا دیندار اخلاق و تقویٰ میں بہترین ہونا سرفہرست ہے کی تعداد پانچ فیصد سے بھی کم ہوگی۔ ذکر کردہ حدیث میں تیرے دونوں ہاتھ خاک آلودہ ہوں سے مراد حضور ﷺ کا اپنے امتی کو بددعا دینا نہیں بلکہ آپ ﷺ کا مقصد دیندار عورت کو اپنا مقصود مطلوب قرار دینے کی ترغیب دلانا ہے۔ عرب اصطلاح میں اس قسم کا جملہ کسی چیز پر برا بیھنہ اور ابھارنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

نیک اور صالح رفقہ حیات:

ایک اور مقام پر سید الانبیاء فرماتے ہیں: عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ الدنيا كلها متاع وخير متاع الدنيا المرأة الصالحة (مسلم)
ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا پوری دنیا ایک متاع (عیش و عشرت) ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک و متقی عورت ہے۔

یہ دنیا و مافیہا تمام اشیاء انسان کیلئے پیدا کیے گئے کہ انسان اس سے فائدہ لے سکے۔ عربی میں متاع سے مراد ہر وہ چیز جس سے تموڑا فائدہ لے کر وہ شئی قافی اور ختم ہو جائے۔ ارشاد باری ہے:

قل متاع الدنيا قليل۔ (سورۃ نساء۔ ۷۷)

ترجمہ: ”کہہ دو اے نبی ﷺ دنیاوی فائدہ حقیر ہے۔“

دینی اشیاء جن سے انسان فائدہ اور نفع حاصل کرتا ہے ان میں بیوی بھی شامل ہے حضور ﷺ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ جن چیزوں سے انسان دنیا میں نفع اٹھاتا ہے ان میں بہترین چیز نیک و بخت عورت ہے۔ کاش مسلمان کامیاب ترین شادی اتفاق و اتحاد اور الفت و محبت کے حصول کے لئے بیوی کے انتخاب کے موقع پر اسلام اور حضور ﷺ کے بتائے ہوئے قوانین پر عمل کرے تو اسکے نتیجہ میں جو اولاد پیدا ہوتی وہ اعلیٰ درجہ کی مومن اخلاق حسنہ کی حامل شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی بسر کرنے والی اولاد دنیا میں نیک نامی اور آخرت میں صدقہ جاریہ ثابت ہوتی۔ اسلامی تاریخ میں کئی نیک سیرت ماؤں کا ذکر اولاد کی دینی تربیت و احتیاط و پرورش کے لئے اعلیٰ نمونے کی حیثیت سے ان کا طرہ امتیاز ہے۔ وہ رحم میں نطفہ کے علق کے ساتھ ہی اپنے کھانے پینے میں حلال و حرام کے سلسلے میں محتاط ہو جائیں کہ پیٹ میں بچے کی نشوونما میں ماں کے کھانے اور پینے والے اشیاء کا جو ظاہری اسباب میں بڑا عمل دخل ہے حرام کھانے یا پینے والے لقمہ یا قطرہ سے پلنے والا بچہ یا بچی کے اجزائے ترکیبی میں کوئی حرام یا مشتبہ جزو شامل نہ ہو۔ اور پھر اس کے بہترین نتائج جو

پیدائش کے بعد نمودار ہوئے ان میں سے بعض کا ذکر اس سے پہلے خطبات میں آپ کئی دفعہ سن بھی چکے ہیں۔

جب والدہ مشتبہ لقمہ سے اجتناب کرے:

جیسے کامل افغانستان کے والی امیر دوست محمد خان نے اپنے چہیتے بر خوردار کی سربراہی میں لشکر دشمن کے مقابلہ کے بھیجا۔ اس کی شکست کی اطلاع پر والدہ کا انکار کہ میرا بیٹا شکست خوردہ نہیں ہو سکتا۔ دوبارہ اطلاع پر معلوم ہوا کہ واقعی ولی عہد شکست خوردہ نہیں بلکہ فاتح بن کر واپس آ رہا ہے۔ والدہ سے جب اپنے انکار کرنے کی وجہ پوچھی گئی 'وجہ بتانے سے کتر اری ہے۔ مگر جب بادشاہ بار بار وجہ پوچھنے پر مصر ہوا تو گویا ہوئی کہ یہ شہزادہ جب میرے پیٹ میں تخلیق کے مراحل میں آیا۔ میں نے اس وقت سے حرام تو حرام بلکہ مشتبہ لقمہ بھی پیٹ میں داخل نہیں ہونے دیا۔ میرا ایمان و یقین تھا کہ حلال رزق کے استعمال سے اعلیٰ اخلاق مثلاً شجاعت، جوانمردی جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ جبکہ حرام غذا سے اخلاق رزیلہ جیسے بزدلی، کمینہ پن وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ میرا عقیدہ تھا کہ جس انداز سے میں نے اپنے بچے کی پیٹ میں پرورش کا اہتمام کیا ہے اس کے اثر اور نتیجہ میں وہ موت کو سینے سے لگا سکتا ہے مگر دشمن کو پشت دکھا کر فرار کا راستہ اختیار نہیں کر سکتا۔ اور واقعی ایسا ہوا۔ اگر آج مائیں ایسے کامل الایمان مسلمات کی عمل اور سیرت کو مشغل راہ بنائیں تو کسی ماں یا باپ کو اپنی اولاد سے گلہ اور شکایت کرنے کا موقع کبھی نہ ملے گا کہ میری اولاد بے غیرت، بزدل، بے حیاء، بے دین، نام نہاد مہذب دنیا کا روشن خیال ماڈرن والدین کا نافرمان ہے۔

یہ تب ہوگا جب خاوند اور بیوی دونوں اسلام کے صحیح و حقیقی فرمودات پر عمل کرنے والے ہوں، اگر ان دونوں میں سے ایک کا عمل و کردار بھی اسلام کے بتلائے ہوئے معیار کے مطابق نہ ہو تو اس سے اعلیٰ کردار کے اولاد کا حاصل ہونا ایسا ہے کہ ایک آدمی کا۔ نئے بونکر انتظار میں ہو کہ اس کھیت سے بہترین پودے اور میوے پیدا ہوں۔

جب ماں جھوٹا جوٹا نہیں: کئی مائیں جب بچے کو سینے سے لگا کر دودھ پلاتی ہیں یا بچے کو سلانے کی کوشش کرتی ہیں تو اس کے ساتھ مجموعہ کومرکب کومرکب اشعار و قصیدے اور لائینی قصے شروع کر دیتی ہیں۔ اور بعض دیندار عورتیں ان دونوں موقعوں پر ذکر اللہ شروع کراتی ہیں۔ عمر کے اس حصہ میں اگر بچہ کو نہ علم ہے نہ شعور، لیکن یہ ایسا وقت ہے کہ اس بچے کا دل ایک سفید تختی کی طرح ہے جس پر کوئی لکھائی نہیں۔ اس ابتدائی دور میں اس پر جو کچھ مائیں لکھنا چاہیں لکھا جاسکتا ہے۔ اور یہی کچھ ثبت بھی ہوگا۔ جب عقل و شعور کا وقت اس بچے پر آئے گا وہی کچھ کہے گا جو کچھ ابتداء میں اس کے دل پر وارد ہوئے ہیں۔ اگر پرورش کرنی والی نے اس مرحلہ میں گانے گائے ہیں تو بچہ بھی گویائی کی ابتداء میں ان بے ہودہ کلمات سے کرے گا اگر دودھ دیتے وقت قرآن و تلاوت اسائے صفات کا ورد کیا گیا ہو تو بچے کی زبان پر ابتداء اللہ کے کلام اور ذکر سے ہوگی۔

تریت اولاد کیلئے یسی خاتون سے نکاح ہو؟

کئی دیگر حکمتوں کے علاوہ اولاد کو ادب، اسلامی تہذیب و تمدن اور دینی احکامات سکھانے کی خاطر آنحضرت ﷺ نے آزاد بیویوں سے نکاح کرنے کی تلقین فرمائی۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ طَاهِرًا مَطْهُرًا فَلْيَتَزَوَّجِ الْحَرَّاتِ (ابن ماجہ) ترجمہ: ”حضرت انسؓ روایت کر رہے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کی آزاد عورتوں سے شادی (زنا کی پلیدی) سے پاک صاف اللہ سے ملاقات کرے تو اسے چاہیے کہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔“

غالباً اس میں یہی علت پنہاں ہے کہ باندیاں اپنے آقا کی خدمت میں ہمہ وقت مصروف رہتی ہیں۔ ان کو دینی تعلیمات سکھانا یا سکھانا تو دور کی بات، پردے اور ستر کی بھی ان کی وہ حدود و قیود نہیں جو شریعت نے ایک مسلمان آزاد عورت کے لئے مقرر کی ہیں۔ نہ ان میں پاک اور پاکیزگی کے وہ صفات ہوتے ہیں جو کہ آزاد عورتوں کے لئے ضروری ہیں۔ جب خود ان بیچاریوں کی یہ حالت ہے تو ان سے یہ توقع رکھنا کہ ایک آزاد مسلمان مرد کی وہ اولاد جو اس باندی سے پیدا ہوا اسلامی تعلیمات و آداب اور اعلیٰ اخلاق سے آراستہ ہو عبث ہے۔ چونکہ اولاد کی تربیت کی پہلی سیڑھی ماں کی گود ہے جس کے پیش نظر سردار دو عالم ﷺ نے اسلام کے نام لیواؤں کو حکم فرمایا کہ ایسی عورت سے شادی کی جائے جو اچھے حسب و نسب کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اسلامی اخلاق و کردار کی حامل ہو کیونکہ اولاد کی فساد و اصلاح کا دار و مدار اسی پر ہے۔ اور بغیر کسی اشد ضرورت کے باندی یا کسی ایسی عورت کا انتخاب جو شرافت و پاک دامن سے خالی گھر میں پرورش حاصل کر چکی ہو اسے احتراز کرنا بہتر ہے۔ حسن، دولت، عزت، حیثیت یہ آنی جانی چیزیں ہیں اگر ان کا آنا جلدی اور فوری ہے تو ان کے ختم ہونے میں بھی وقت نہیں لگتا۔ اگر شادی کرنے کا میعار یہ ہو تو ان کے ختم ہونے سے شادی کی غرض و غایت بھی مفقود ہو جائے گی۔ دین ہی ایسی مضبوط زنجیر ہے کہ اس کی برکت سے یہ عظیم اسلامی رشتہ اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے ثمرات پر بھی زندگی بھر ایک کامل مسلمان مرد و زن کے دل و ضمیر مطمئن رہتے ہیں۔

محترم حاضرین! آپ کو اس تفصیل سے بیوی کے انتخاب میں احتیاط و رعایت کرنے کی وجہ مختصر آئیگی ہے کہ اسلامی معاشرہ کے کارآمد پرزہ اور اولاد کا والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کے لئے ضروری ہے کہ ماں دیندار ہو۔ ماں کے کردار، اخلاق و عادات کا شیر خوار بچہ پر فورا اثر پڑتا ہے۔ وہ اپنی اولاد کی نگران اور مسئلہ ہے ان کے بگڑنے و سنورنے پر روز قیامت ان سے باقاعدہ باز پرس ہوگی۔ ان شاء اللہ اولاد کے حقوق و فرائض کی ادائیگی میں جو مزید ذمہ داریاں سرپرستوں پر عائد ہوتی ہیں اگلے موقع پر بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

مالک الملک ہمیں اور ہماری اولاد کو اللہ رسول اور دین کے مطیع اور فرمانبردار بنادے۔ آمین